تاثرات

ادارہ ثقافتِ اسلامیہ اپنی چالیس سالہ عمر میں موت کے کتنے ہی صدمات سے دوچار ہو چکا ہے۔ سب سے پہلے ہم نے اس کے بانی ڈائریکٹر خلیفہ عبدالحکیم کے لیے صفِ ماتم بچھائی، پھر میاں محمد شریف کا نوحہ کیا، اس کے بعد رئیس احمد جعفری کا مرثیہ پڑھا، بعدازاں ڈاکٹر شیخ محمد اکرام کی موت پر آنسو بہائے، پھر سیّد محمد جعفر شاہ پھلواروی کے انتقال پر اظہارِ ملال کیا، پھر بشیر احمد ڈار کی رحلت کا مرحلہ پیش آیا، اس سے کچھ عرصہ بعد مولانا محمد حنیف ندوی نے سفرِ آخرت اختیار کیا۔ متعلقین ادارہ میں ڈاکٹر رفیع الدین اور پروفیسر محمد سرور جامعی کے اسمائے گرامی بھی شامل ہیں، ہم نے ان کو بھی اس دنیائے فانی سے رخصت ہوتے دیکھا۔ کچھ عرصہ پروفیسر حمید احمد خاں کا نامِ نامی بھی ارکانِ ادارہ میں شامل رہا، ہماری آنکھوں کے سامنے وہ بھی لقمۂ اجل ہو گئے۔

یہ تمام حضرات اپنی اپنی جگہ بڑی اہمیت کے حامل تھے اور ان کی بوقلموں خدماتِ علمی کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ ان میں سے ہر بزرگ نے علم کے ہر میدان میں تگ و تاز کی اور بعد میں آنے والوں کے لیے اپنے پیچھے بڑا تصنیفی ذخیرہ چھوڑا، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ اپنی عمرِ طبعی کو پہنچ چکے تھے اور ان کی حیاتِ مستعار کے قافلے زندگی کے نشیب و فراز کی بہت سی منزلیں طے کرتے ہوئے موت کی منزل کے قریب آ چکے تھے۔

۲۵۔ ستمبر ۱۹۹۰ء کو رات کے آخری پہر ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کے قافلہ سالار سراج منیر آخری سفر پر روانہ ہوئے۔ اُنھوں نے زندگی کی صرف اڑتیس ۳۸ بہاریں دیکھی تھیں کہ موت کا پیغام آ گیا اور عین موسمِ بہار میں خزاں چھا گئی۔!

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

ادارہ ثقافتِ اسلامیہ نے اپنی چالیس برس کی عمر میں جو گوہرِ آب دار کھوئے اور جن بڑے بڑے اصحابِ علم کو رخصت کیا، بعض معاملات میں سراج منیر ان سب سے بڑھ